۶۳واں باب

دورِ نبوت کی تقویم

۱۸۶ دورِ نبوت کی تقویم

۱۸۶ مسلم دنیا میں رائج کیلنڈرز

۱۸۸ قبلِ نبوت ﷺ تاریخوں کا نظام

۱۹۰ نسی کیا تھی اور کبیسہ کے مہینے کس طرح واقع ہوتے تھے؟

۱۹۴ مختلف کیلنڈرز کا اِرتقا

۱۹۵ قمری کیلنڈر

۱۹۶ شمسی کیلنڈر

۱۹۸ جولین کیلنڈر

۱۹۸ گریگورین کیلنڈر

۱۹۹ ہجری کیلنڈر

۲۰۲ دورِ نبوت میں مکی اور مدنی کیلنڈرز میں فرق

۲۰۷ سیرت النبی ﷺ یا حیاتِ مبارکہ کی تواریخ کے مختلف بیانیے

۲۰۹ نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا دورانیہ

۲۱۰ جدول: ۶۳-۴: نبوت کے ۲۳ برسوں کی متداول جولین تواریخ

۲۱۱ جدول: ۶۳-۵: دورِ نبوت کے جولین برسوں کی قمری ہجری تواریخ

۲۱۲ جدول: ۶۳-۶ دورِ نبوت کی اہم قمری اور جولین تاریخیں

۶۳واں باب

دورِ نبوت کی تقویم

مصنف یہ سمجھتا ہے کہ 'روح الامین کی معیت میں کاروانِ نبوت' کے قارئین یہاں پہنچتے تک، سیرت النبی ﷺ، آپ کی جدوجہد کے مختلف مراحل، اُس دوران نازل ہونے والے قرآنِ مجید، براہِ راست اللہ تعالیٰ کی رہ نُمائی میں جاری تاریخی جدوجہد اور جاری معرکہ خیر و شر کے مطالعے سے اِن تمام چیزوں کے ساتھ ایک گونہ خصوصی تعلق، اُنسیت اور ذہنی مناسبت کو پروان چڑھا چکے ہوں گے؛ اب یہ نہایت ہی مناسب وقت ہے کہ نہ صرف اس تاریخِ دل پذیر کی صحیح تاریخوں سے بھی واقفیت بہم پہنچائی جائے بلکہ اُس دور سعید کے کیلنڈرز کے نظام کو بھی ایک مرتبہ تفصیل سے بیان کر دیا جائے۔ اگر یہ باب کتاب کے شروع میں یعنی جلد اول میں مبادیاتِ مطالعہ/ سیرت pre requisite knowledge کے لیے لایا جاتا تو شاید گراں ہوتا اور اپنے صحیح مقام پر ہونے کے باوجود تعلیم کی نفسیاتی حکمت "آسان سے مشکل کی طرف" کے خلاف ہوتا۔

عام پڑھے لکھے لوگوں کے لیے زمانہ قدیم کی تاریخوں کو سمجھنا ایک دشوار کام ہے اس لیے کوشش کر کے سہل کیا ہے، مگر ڈرتا ہوں کہ پھر بھی لوگ کہیں کہ موضوع گنجلک ہے اور صاحبان علم کو یہ شکایت ہو کہ تکرار اور ناحق طول بیانی کے باوجود موضوع کا حق ادا نہیں ہوا، اللہ ہی پر بھروسہ ہے!

مسلم دنیا میں رائج کیلنڈرز

کسی بھی معاشرے میں کاموں اور واقعات کا دن اور دنوں کا نمبر شمار یاد رکھنے کے لیے کیلنڈر استعمال ہوتا ہے۔ دنیاوی معاملات مثلاً، زراعت، بنکنگ، بزنس کے اوقاتِ کار، ادارہ جات بشمول تعلیمی ادارے، ریلویز اور ایر لائنز کے شیڈول، کانفرنسز اور قومی و صوبائی اسمبلیوں کے شیڈول، پیدائش و اموات اور پاسپورٹ کے ریکارڈ وغیرہ، تمام ہی معاملات کے لیے باقی ساری غیر مسلم دنیا کی مانند، کم و بیش ساری مسلم دنیا میں آج گریگورین کیلنڈر ہی استعمال ہوتا ہے۔ گریگورین کیلنڈر جو سورج کے گرد ۲۵ء ۳۶۵ دنوں میں زمین کے سالانہ چکر پر ایک سال کی پیمایش کرتا ہے، اس لیے شمسی کیلنڈر رہے، مگر اکثر عیسوی کیلنڈر کے نام سے جانا جاتا ہے کیوں کہ

اس کیلنڈر میں واقعاتی ریفرنس/حوالہ عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے چلے جانے [After Death; AD or Before Death BD] کو بنایا جاتا ہے۔

مگر ۹۹ فی صد معاملات میں اِس شمسی کیلنڈر کے استعمال کے ساتھ ساتھ مسلم معاشروں میں روزوں، حج، عیدین، زکوٰۃ اور صدقات کی تاریخوں کے تعین کے لیے طلوعِ قمر سے منسلک ۱۲ مہینوں کا ایک قمری کیلنڈر بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کا صحیح نام ہجری کیلنڈر ہے مگر غیر مسلم اسے عام طور پر مسلم یا اسلامی کیلنڈر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ یہ معاملاتِ دنیا میں بہت ہی کم استعمال ہوتا ہے، اس کیلنڈر کی مسلمانوں کے لیے بہت اہمیت ہے، خاص طور پر عبادات میں اور قومی چھٹیوں کے علاوہ پہلی صدی ہجری کی تاریخ بیان کرنے میں کہ اُس دور کی تاریخ قمری کیلنڈر میں ہی لکھی گئی اور دست یاب ہے، مسلمانوں کے دنیا پر غلبے کی وجہ سے اپنے وقت میں وہ سمجھی جاتی تھیں، اس لیے اُن تایخوں کی متبادل شمسی تاریخیں محفوظ اور تخمین بھی نہیں کی گئیں ۔

دنیا پر تہذیبِ مغرب کی بالا دستی کے اس دور میں، مسلم نوجوان نسل قمری کیلنڈر سے تقریباً نا آشنا ہے اور اپنے معاملات میں شمسی گریگورین کیلنڈر روزانہ بیسیوں مرتبہ استعمال کرتی ہے۔ نتیجہ اِس کا یہ ہے کہ اِن پڑھے لکھے نوجوانوں کے سامنے دورِ نبوت اور نزولِ قرآن کی قمری تاریخیں بتانے سے انھیں زمانے کا وہ واضح ادراک ہو ہی نہیں پاتا جو کسی بھی پڑھے لکھے انسان کو ماضی کی تاریخ سُن کر ہونا چاہیے۔ سننے والے کے دماغ میں یہ تصویر نہیں بن پاتی کہ کس زمانے کی اور کتنے عرصے پہلے کی بات ہے؟ وہ کسی دو تاریخوں میں تعلق سمجھنے میں ناکام ہو جاتا ہے مثلاً میں یہ کہوں کہ پہلی ہجری میں پہلی جنگ، غزوہ بدر، رمضان میں ہوئی تھی اور ذوالقعدہ ۱۰ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے لیے مدینے سے نکلے، اس بیان سے جدید تعلیم یافتہ نوجوان باوجود اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت کے وہ ان واقعات کی آج سے دوری اور ہمارے اوقات سے ان کا تعلق کیا ہے اور خود ان دو تاریخوں کے درمیان کتنی دوری ہے، ذرا مشکل سے سمجھ پائے گا وہ بھی اگر وہ اوسط سے زیادہ ذہانت کا حامل ہے تب؛ وگرنہ صورتِ حال تو یہ ہے کہ سول سروس میں کمیشن پا جانے والا، بزنس یا میڈیکل سائنس میں گریجویشن کر لینے والا اور فوج میں کمیشن کے لیے منتخب ہونے والے نوجوان تک اس بیان کو نہیں سمجھ پاتے۔ اس کے مقابلے میں اگر یہی بات میں یوں کہوں کہ ہجرت کے پہلے ہی سال سن ۶۲۳ء میں غزوہ بدر مارچ میں ہوئی تھی اور فروری سن ۶۳۲ء میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے لیے مدینے سے نکلے تو یہ بات کوئی بھی پڑھا لکھا مسلم نوجوان بخوبی سمجھ لے گا۔

قبلِ نبوت ﷺ تاریخوں کا نظام

سیرت النبی ﷺ کا طالبِ علم حیران ہوتا ہے کہ ایک طرف تو نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور زندگی کے حالات و واقعات کی جزیات تک تفصیل سے تحریری شکل میں ملتی ہیں مگر آپؐ کی ولادت کی تاریخ سے لے کر پورے دورِ نبوت کے درمیان وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی صحیح اور یقینی تاریخیں سرے سے معلوم ہی نہیں ہیں یا جو رپورٹ کی گئی ہیں اُن میں کافی اختلافات ہیں۔ جہاں تک قرآن مجید کے نزول کا تعلق ہے، اُس کے اجزا کے نزول کی قطعی تواریخ تو کجا یقینی مہینے اور سال تک کا علم نہیں ہو پاتا۔ حتمی تاریخیں تو کتابِ مجید کی دس فی صد سورتوں کی بھی رکارڈ پر نہیں ہیں۔ یہ صورتِ حال تاریخ مرتب کرنے میں کوئی سہو کا معاملہ نہیں بلکہ اللہ کی مصلحتوں میں سے ایک ہے جس کی عنایت سے سیرت کا مطالعہ محض ذوقِ تاریخ کی آب یاری نہیں رہتا بلکہ لکھنے والے اور پڑھنے والے دونوں کے لیے اصل موضوع نبی ﷺ کی اپنے مقصد بعثت کے لیے جدوجہد اور اُس کی جانب پیش قدمی پر رہتا ہے۔ جن کو نبی ﷺ کے مقصد بعثت سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی اور آخرت پر نظریں نہیں جمی ہوتی ہیں، زندگی عزیز کو باطل کے غلبے کے زیرِ سایہ تاریخوں پر بحث کرنے میں لگا دیتے ہیں۔ تاریخوں کی بس اتنی اہمیت ہے کہ اس مبارک و سعید جدوجہد کا تسلسل سمجھ میں آجائے۔ اس لیے اخلاصِ نیت کے ساتھ جن جن مختلف ترتیبوں سے یہ بیان کر دی جائیں یا کسی کی سمجھ میں آجائیں کافی ہیں، اِن کا بنائے نزاع بننا ہرگز مناسب نہیں۔

اس صورتِ حال کے حقیقی بیان سے، جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا، کوئی یہ مطلب اخذ نہ کرے کہ تاریخوں کو چھپانے کا کوئی اہتمام کیا گیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اُس کلچر، جس میں اللہ نے اپنے نبیؐ کو مبعوث کیا تاریخوں کو منضبط کرنے کا کوئی سٹینڈرڈ متفقہ طریقہ نہیں تھا، اس لیے یہ صورت حال پیدا ہوئی۔ مگر شب و روز اور ماہ و سال کو منضبط کرنے کا ایک مقبولِ عام سٹینڈرڈ طریقہ نہ ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ کوئی طریقہ مہینوں اور ایام کو جاننے کا تھا ہی نہیں۔ اہلِ مکہ اپنے مہینوں کی تاریخ چاند کے طلوع ہونے سے متعین کرتے تھے، یوں غروبِ آفتاب کے ساتھ نئی تاریخ شروع ہو جاتی تھی، وہ اپنے بارہ قمری مہینوں کے نام جانتے تھے اور وہ نام بڑے معنوی بھی تھے۔ وہ اس بات کو جانتے تھے کہ چاند کے سال کی گردش ۳۵۴/۳۵۵ دنوں میں تکمیل پاتی ہے، یعنی ۱۲ مہینے پورے ہو جاتے ہیں اور نئے سال کا پہلا مہینہ شروع ہو جاتا ہے۔ اُنھیں بخوبی ادراک تھا کہ موسموں کی گردش شمسی سال کے اعتبار سے ۳۶۵ دنوں میں مکمل ہوتی ہے۔ یوں ہر سال حج ایک ہی موسم میں نہیں آپاتا تھا،

حج کو یکساں ایک معتدل موسم میں رکھنے کے لیے ہر چند سال [عام طور پر تین سال] بعد سال میں تیس دن یا ایک ماہ اضافہ کر لیتے یوں حج کا مہینہ ایک ہی مطلوبہ موسم میں برقرار رہتا، اسی طرح حرمت والے مہینوں میں جنگ کو جائز کرنے کے لیے، اُن کی آمد کو کسی ماہ میں دنوں کا اضافہ کر کے موخر رکھتے، یہ ایام حج کو اپنے موسم پر رکھنے کے کام آجاتے، یہ سارا کام 'نسی' کہلاتا تھا؛ ظاہر ہے کہ اس پیچیدہ نظام کو سمجھنا اور اس کے مطابق ہر ایک کے لیے صحیح تاریخ کو یاد رکھنا مشکل تھا۔

مختلف اقوام میں پرانی تاریخوں کے تعین میں اختلاف اور پیچیدگی تو ایک عام بات ہے، مملکت پاکستان میں اُنیسویں صدی میں کم و بیش ۵۰ سال سے زائد عرصے تک سرکاری طور پر مملکت کے معماروں میں سے ایک شخصیت، مشہور فلاسفر اور شاعر جناب ڈاکٹر محمد اقبال کا یومِ پیدائش سال میں سرکاری طور پر دو مرتبہ منایا جاتا رہا! پاکستان میں ہر سال یکم شوال کی تاریخ پر اختلاف ایک دیدنی معاملہ ہوتا ہے، سرکاری طور پر اعلان کردہ ۳۰ رمضان کی تاریخ ایک طبقے کا اصرار ہوتا ہے کہ آج یکم شوال ہے! ساری قوم اُس دن روزہ رکھتی ہے اور کچھ لوگ عید منا رہے ہوتے ہیں! یہ تو عملی زندگی میں اللہ کے شکرانے کے دن [یومِ عید] کے تعین کو متاثر کرنے والا اختلاف ہے، اس اختلاف سے کہ آپؐ کی پیدائش ۹ ربیع الاوّل کی تھی یا ۱۲ کی یا کوئی اور، ہماری عملی زندگی پر کوئی اثر اس لیے نہیں ڈالتی کہ امت مسلمہ کا اصل مقصدِ وجود ایام منانا نہیں بلکہ اللہ کی کبریائی کو سارے جہان پر آشکار کرنا ہے، اُس کے کلمے کو بلند کرنا ہے، اِن تاریخوں میں کیا رکھا ہے! اِن ایام کی قطعی تاریخ کے بارے میں شدید اختلافات نے اِن ایام کے منانے کو مشکل کر دیا ہے، اِن کا منانا مطلوب بھی نہیں ہے، وگرنہ جس طرح آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے دیگر چیزوں کی حفاظت کی ان ایام کے تعین اور یادداشت کی بھی از بس فکر کرتے۔

تاریخوں میں اختلاف کی حد یہ ہے کہ لیبیا میں معمر قذافی کے دور میں برسہا برس ایسے گزرے ہیں کہ لوگ روزانہ تاریخ کے بارے میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے تھے۔ لیبیا کے مرحوم صدر معمر قذافی نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سال پیدائش سے ابتدا کر کے ایک میلادی کیلنڈر جاری کیا جو امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے جاری کردہ ہجری کیلنڈر سے ۱۳+۴۰=۵۳ سال زیادہ سن والا ہو گیا۔ مثلاً آج ۱۴۳۸ ہجری ہے تو اُس کے مطابق ۱۴۹۱ میلادی ہوتے، پھر اُس کی تنسیخ کر کے کیلنڈر کو تاریخِ وفات سے منسلک کر کے عیسائیوں کی طرح [AD [after death بنا دیا تو وہ ظاہر ہے وہ ہجری کیلنڈر سے ۱۰ سال کم ہو گیا یعنی اُس کیلنڈر کے مطابق

آج ۱۴۳۸ ہجری کے بجائے ۱۴۲۸ محمدیٔ [بہ وزن عیسوی] ہوتے، اللہ کا شکر ہے کہ غلطی کا احساس ہو گیا اور ہجرتِ نبی ﷺ سے منسلک کیلنڈر ہی برقرار رہے۔

یورپ میں تاریخوں کے اختلافات کا تذکرہ ہم جولین کیلنڈرز کے ضمن میں کر چکے ہیں، لیکن انھوں نے اپنے اختلافات کا متفقہ حل نکال کر دانش مندی کا ثبوت مہیا کیا ہے اور ہم ڈیڑھ ہزار برس سے بے معنی اور بے مقصد جھگڑوں میں، محض ضدّم ضدّا کی بنا پر مصروف ہیں۔

نسی کیا تھی اور کبیسہ کے مہینے کس طرح واقع ہوتے تھے؟

آیئے دوبارہ دورِ نبوت ﷺ میں پہنچتے ہیں، دِن کا معاملہ تو ٹھیک تھا، جیسے کہ جمعہ یا یوم الاحد [اتوار] تو ہر ایک یقینی طور پر جانتا تھا کہ کیا ہے مگر مہینے کے تعین میں اختلاف ہوتا کہ نسی کے ایام کو جمع اور تفریق کر کے کون سا مہینہ بنتا ہے۔ اس سارے سسٹم میں ہر تین سال بعد ایک ماہ آگے چلا جاتا یعنی ہونا تو محرم کا مہینہ چاہیے تھا مگر چوں کہ نسی کے ذریعے ذوالقعدہ کا مہینہ جب دو [۲] چاند کھا گیا یعنی ساٹھ دن کا ہو گیا تو ذوالحجہ تو محرم کی جانب کھسک گیا پھر تین سال بعد وہ ربیع الاوّل کی جگہ لے لیتا یوں ۳۳ برسوں میں کھسک کھسک کر مہینوں کے دائرے میں دوبارہ وہ اپنی صحیح جگہ آتا، ایسا ہی موقع تھا جب نبی کریم ﷺ آخری حج فرما رہے تھے کہ گھوم پھر کے ذوالحجہ کا مہینہ فی الحقیقت ذوالحجہ ہی کا تھا، اور بحیثیت مقتدرِ اعلیٰ اور فیصلہ ساز حکم راں کے آپؐ نے نسی کو ممنوع قرار دے دیا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن حج کبھی گرمی میں آتا ہے اور کبھی سردی میں اور کبھی بہار میں اور کبھی خزاں یا بھری برسات میں، جس طرح رمضان سال بہ سال مختلف موسموں میں آتے جاتے رہتے ہیں۔

آنے والے صفحات میں ہم دو جدول دے رہے ہیں پہلے جدول ۶۳-۲ میں دیکھیے کہ حج کو ہمیشہ ایک معتدل موسم میں رکھنے کے لیے قریش ہر دو سال بعد ایک ماہ کا اضافہ کر رہے ہیں اور ہر تیسرا سال تیرہ مہینے کا ہے۔ یہ سمجھانے کے لیے کہ سال کس طرح ۱۳ مہینے کا ہوتا ہے آپ اس جدول میں ہر تیسرے سال ایک تیرہواں خانہ دیکھتے ہیں، اور یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ تین برسوں میں تیس دن کے اضافے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک سال میں اوسطاً ۱۰ دن کا اضافہ یعنی سال ۳۵۵ دن سے بڑھ کر ۳۶۵ دن کا ہو گیا، یعنی شمسی سال کے برابر آ گیا، یوں سردی، گرمی، برسات، بہار اور خزاں کے مختلف موسم، سب اپنی اپنی جگہ قمری مہینوں میں ٹکے رہیں گے، بس دس، بیس دن آگے پیچھے ہوتے رہیں گے نہ کہ آج کل کی طرح حج اور رمضان، سارے موسموں میں گردش کرتا ہے، یہ بات ہم آپ کو جدول ۶۳-۳ میں واضح کریں گے۔ ابھی اس بات کو نوٹ کر لیں کہ ۳۳ برسوں میں

گیارہ مہینوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔

اس طرح ۳۳ مہینوں میں ۱۱ مہینوں کا اضافہ ہو جاتا ہے اور یوں ذوالحجہ ۳۳ سال میں سرکتے سرکتے، گھوم پھر کے ۳۴ ویں سال میں اپنی جگہ واپس آجاتا ہے یا آنا شروع ہو جاتا ہے کہ مکمل پہلی صورت پر آجانے، overlap کے لیے تین برسوں کا عرصہ چاہیے ہوتا ہے، اس بات کو سمجھنے کے لیے دوسرا جدول ۶۳-۳ صفحہ ۷۷ اپر دیکھیے۔

جدول ۶۳-۳ میں سمجھانے کے لیے ۳۳ برسوں کے گروپ سے پہلے بھی بائیں جانب ایک سال ہے اور دائیں جانب بھی بعد میں ایک سال کا کالم ہے۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے ۹ سے ۲۷ ویں سال کے کالم نہیں دکھائے جا سکے؛ دیکھیں، ۳۳ سال سے پہلے جہاں تھے، وہیں آگئے نا! یہ تصویر اس بات کی گواہی دیتی ہے اور یہ بات تشریح ہے صادق القول، خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع میں دیئے گئے فرمان کی کہ: **ان الزمان قد استدار کھیئته یوم خلق اللہ السمٰوٰت والارض**

یہ نسی کا طریقہ صرف مہینوں کے ناموں کا کھیل نہیں تھا بلکہ دنوں کی تعداد کے لحاظ سے عملًا یہ ایک اوسط قمری سال کو ایک شمسی سال کے برابر کر دیتا تھا، بظاہر ۳۵ قمری سال ہوتے تھے مگر عملًا پورے ۳۶ قمری سال گزر چکے ہوتے تھے کیوں کہ ہر تین سال بعد ایک ماہ کے اضافے نے بارہ مہینوں کا اضافہ کر دیا ہوتا تھا۔ یہ جو نسی والے [کبیسہ کے مہینے والے] بظاہر ۳۵ قمری سال ہیں بس نام کے قمری ہیں اس لیے کہ مہینہ تو چاند دیکھ کر ہی شروع کرتے تھے اور گاہے گاہے تیسرے سال تیس دن کا اضافہ کرتے، ہر سال میں دس دن کا اضافہ کر کے اُس کو ۳۶۵ دن کا یعنی شمسی جیسا بنا دیتے تھے، یہ سادہ سی تخمین calculation نیچے دی گئی ہے۔ جتنے دن ۳۵ نسی والے قمری برسوں میں ہوتے ہیں، اُتنے ہی تقریباً بغیر نسی والے خالص ۳۶ قمری برسوں میں ہوتے ہیں۔

12775 = 365 x 35
12780 = 355 x 36

اوپر دی گئی تخمین بس ایک موٹا سا حساب ہے، جو سمجھانے کی خاطر ایک مثال ہے، وگرنہ اعشاریہ کے بعد چوتھے ڈِجٹ تک شمسی سال ۳۶۵ دن سے کچھ زیادہ اور قمری ۳۵۵ سے کچھ کم ہوتا ہے۔

آگے بڑھنے سے قبل یہ بتانا ضروری ہے کہ قریشِ مکہ نے نسی کا خیال idea یہود سے سیکھا تھا۔ یہود آج تک اپنی مذہبی تاریخوں کے لیے ایسا ہی کرتے ہیں۔ اُن کا طریقہ بہت منضبط تھا، اُن کے اُنیس برسوں کے ایک میٹونک سائیکل Metonic cycle میں سات سال [تیسرا، چھٹا، آٹھواں، گیارھواں، چودھواں، سترھواں اور انیسواں] تیرہ مہینوں کے ہوتے تھے، یوں وہ اپنے قمری برسوں کو شمسی سالوں سے ہم آہنگ رکھتے تھے۔ حساب

جدول ۶۳-۲ نبی ﷺ کے نسی کو منسوخ کرنے سے قبل مکے میں تینتیس [۳۳] سال کے ایک دورانیے کے درمیان ہر سال میں مہینوں کے آنے کی ترتیب

قریش ہر تیسرے سال باری باری ہر مہینے کو دو مرتبہ لاتے، دوبارہ آنے والا مہینہ اپنا وہی نام رکھتا یا کبیسہ کا مہینہ کہلاتا۔ اِس طرح تیسرا سال ۱۳ مہینوں کا ہوتا۔ دیکھیے کالم 30,9,6,3 اور 33 اِن تمام کالمز میں سال ۱۳ مہینے کا ہے [تفصیل صفحہ ۲۰۲]۔ صفحے پر جگہ کی تنگی کی بنا پر کالم ۱۰ تا ۲۷ نہیں دکھائے گئے ہیں، اُن کی جگہ دو کالم خالی ہیں۔

محرم	محرم	محرم	محرم	محرم	محرم	محرم	محرم	محرم			محرم	محرم	محرم	محرم	محرم	محرم
صفر	صفر	محرم	صفر	صفر	صفر	صفر	صفر	صفر			صفر	صفر	صفر	صفر	صفر	صفر
ربیع ۱	ربیع ۱	صفر	ربیع ۱	ربیع ۱	صفر	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱			ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱
ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۱	ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۱	ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۱			ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۲
جمادی ۱	جمادی ۱	ربیع ۲	جمادی ۱	جمادی ۱	ربیع ۲	جمادی ۱	جمادی ۱	ربیع ۲			جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۱
جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۱	جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۱	جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۱			جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۲
رجب	رجب	جمادی ۲	رجب	رجب	جمادی ۲	رجب	رجب	جمادی ۲			رجب	رجب	رجب	رجب	رجب	رجب
شعبان	شعبان	رجب	شعبان	شعبان	رجب	شعبان	شعبان	رجب			شعبان	شعبان	شعبان	شعبان	شعبان	شعبان
رمضان	رمضان	شعبان	رمضان	رمضان	شعبان	رمضان	رمضان	شعبان			رمضان	رمضان	رمضان	رمضان	رمضان	رمضان
شوال	شوال	رمضان	شوال	شوال	رمضان	شوال	شوال	رمضان			شوال	شوال	شوال	شوال	شوال	شوال
ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	شوال	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	شوال	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	شوال			ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	شوال	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ
ذی الحج	ذی الحج	ذوالقعدہ	ذی الحج	ذی الحج	ذوالقعدہ	ذی الحج	ذی الحج	ذوالقعدہ			ذی الحج	ذی الحج	ذوالقعدہ	ذی الحج	ذی الحج	ذوالقعدہ
		ذی الحج			ذی الحج			ذی الحج					ذی الحج			ذی الحج
1	2	3	4	5	6	7	8	9			28	29	30	31	32	33

جدول ۶۳-۳ حج کو ہمیشہ ایک معتدل موسم میں رکھنے کے لیے قریش ہر دو سال بعد ایک ماہ کا اضافہ کرتے

ذوالحجہ ۳۳سال میں سرکتے سرکتے، گھوم پھر کے ۳۴ ویں سال میں اپنی جگہ واپس آجاتا[تفصیل صفحہ ۱۷۷] سمجھانے کے لیے ۳۳ برسوں کے گروپ سے پہلے بائیں جانب بھی ایک سال ہے اور دائیں جانب بھی ایک سال ہے۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے ۹ سے ۲۷ویں سال نہیں دکھائی جاسکے؛ ۳۳ برسوں کے بعد آخری کالم میں مہینوں کی وہی ترتیب ہے جو پہلے کالم میں تھی، یہ تصویر اس بات کی گواہی دیتی ہے اور یہ بات تشریح ہے صادق القول، خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع میں دیئے گئے فرمان کی کہ: ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ

پہلا مہینہ	محرم	صفر	صفر	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۲	شوال	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذی الحج	ذی الحج	ذی الحج	محرم	محرم
دوسرا	صفر	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۲	جمادی ۱	ذوالقعد	ذی الحج	ذی الحج	ذی الحج	محرم	محرم	محرم	محرم	صفر
تیسرا	ربیع ۱	ربیع ۲	ربیع ۲	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۲	ذی الحج	محرم	محرم	محرم	صفر	صفر	صفر	صفر	ربیع ۱
چوتھا مہینہ	ربیع ۲	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۲	رجب	محرم	صفر	صفر	صفر	صفر	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۲
پانچواں	جمادی ۱	جمادی ۲	جمادی ۲	رجب	رجب	رجب	شعبان	صفر	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۲	جمادی ۱
چھٹا مہینہ	جمادی ۲	رجب	رجب	شعبان	شعبان	شعبان	رمضا	ربیع ۱	ربیع ۱	ربیع ۲	ربیع ۲	ربیع ۲	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۲
ساتواں	رجب	شعبان	شعبان	رمضان	رمضان	رمضان	شوال	ربیع ۲	ربیع ۲	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی ۲	رجب
آٹھواں	شعبان	رمضان	رمضان	شوال	شوال	شوال	شوال	جمادی ۱	جمادی ۱	جمادی ۲	جمادی ۲	جمادی	رجب	رجب	رجب	شعبان
نواں مہینہ	رمضان	شوال	شوال	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	جمادی ۲	جمادی ۲	رجب	رجب	رجب	شعبان	شعبان	شعبان	رمضان
دسواں	شوال	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذی الحج	ذی الحج	ذی الحج	رجب	رجب	شعبان	شعبان	شعبان	رمضان	رمضان	رمضان	شوال
گیارہواں	ذوالقعدہ	ذی الحج	ذی الحج	ذی الحج	محرم	محرم	محرم	شعبان	شعبان	رمضان	رمضان	رمضان	شوال	شوال	شوال	ذوالقعدہ
بارہواں	ذی الحج	محرم	محرم	محرم	صفر	صفر	صفر	رمضان	رمضان	شوال	شوال	شوال	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذوالقعدہ	ذی الحج
		33	32	31	30	29	28	8	7	6	5	4	3	2	1	

کچھ اس طرح ہے کہ اُنیس شمسی برسوں میں دنوں کی بالکل صحیح تعداد ہے**6939.6**=365.2425x19اور اُنیس قمری برسوں میں کل دن ہوئے354.367x19=6732.5 جس میں سات برسوں میں سات قمری مہینوں کے 207 دنوں کا اضافہ ہو تو کل دن بنیں گے **6939.5** ،اس طرح دونوں نظام برابر ہو گئے۔

مکے کے عرب اس طرح کے منضبط چکر میں زیادہ نہیں پڑ سکتے تھے۔ کیوں کہ حسبِ ضرورت لڑائی اور جنگ کے لیے بھی اور حج کے دنوں میں موسم کی آسانی کے لیے حرام مہینوں کو حلال کر لیتے اور اُن کی جگہ کوئی اور مہینہ تصور کر لیتے، تفصیل میں جانا ممکن نہیں، قارئین اتنا جان لیں کہ تین سال میں ایک مہینے کے اضافے سے یا اوسطاً ہر سال دس/گیارہ دن کے اضافے سے ۳۶ قمری سال ۳۵ شمسی سالوں سے ہم آہنگ رہتے۔

تاریخوں کا بیان بڑا اُلجھاؤ[کنفیوژن] پیدا کرتا ہے مثلاً سیرت النبی ﷺ کے طالب علم کو جب عمرِ مبارک کا تعین کرنا ہو تو جانا جاتا ہے کہ یہ ۶۳ سال ہے۔ سوال یہ سامنے آتا ہے کہ یہ ۶۳ سال کیا نسی والے سال ہیں؟ اور نسی والے سال کہے جا سکتے ہیں، کیوں کہ آپ نے نسی کو تو اپنی وفات سے تین ماہ قبل ہی خطبہ حجۃ الوداع میں منسوخ کرنے کا اعلان کیا تھا؛ اگر ایسا ہے تو حقیقت یہ ہو گی کہ یہ اصلی ۳۵۴/۳۵۵ دن والے پینسٹھ[۶۵] برسوں پر محیط ہو گی، تو پھر کیا آپ کی صحیح عمر ۶۵ سال کہی جائے؟ ایک دوسرے زاویے سے کہا جائے کہ یہ ۶۳ سال تو سادہ قمری سال ہیں اور جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے تو پھر یہ تو نسی والے اکسٹھ[۶۱] سال بنیں گے۔ صاحب علم قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ یہ پیچیدگیاں کیوں ہیں اور کیوں یہ اختلافات وجود میں آئے۔ ایک اور پریشانی یہ ہے کہ باوجود تقویم کی بہت ساری تفاصیل کے، مختلف برسوں میں کی گئی نسی کا کوئی قدیم مستند تحریری ریکارڈ نہیں ہے!! ہم آپ کو بتائیں گے کہ کس طرح ان ساری پریشانیوں کا تقویم دانوں نے حل نکالا اور ہم کس طرح اس قابل ہوئے کہ اُس دور کا ایک کیلنڈر ترتیب دیں جس سے حقیقی قمری اور شمسی تواریخ متعین کی جا سکیں۔

مختلف کیلنڈرز کا اِرتقا

اب اس سے قبل کہ ہم قارئین کے سامنے دورِ نبوت ﷺ کے دونوں قمری اور شمسی کیلنڈرز کو مستحکم کریں جسے ہم اپنی اس پوری کتاب میں استعمال کریں گے یہ مناسب ہے کہ کیلنڈرز سے متعلق ضروری معلومات رکھ دی جائیں تاکہ اس موضوع سے دل چسپی رکھنے والے طالبِ علموں کو بات پورے طور پر سمجھ میں آ جائے۔ تاریخوں کے معاملے میں بہت زیادہ اختلافات ہیں لیکن ہم نے جن آرا کو قبول نہیں کیا ہے اُن

آرا کا تذکرہ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ کیوں کہ آپ کے زیرِ مطالعہ کوئی تحقیقی کتاب نہیں ہے، بلکہ اس کتاب کا مقصود عام پڑھے لکھے مسلمانوں، خصوصاً نوجوانوں کے سامنے سیرت کی تفصیلات اور قرآن کریم کے تعلق کو سمجھانا ہے، جو محقق نہیں ہیں، اُن کے سامنے بہت ساری اختلافی آرا کے تذکرے سے ذہنوں میں کنفیوژن کی فصل کے علاوہ کچھ پرورش نہیں پاتا۔

جدید دنیا کے وجود میں آنے [جنگِ عظیم اول یا صنعتی انقلاب] سے قبل دنیا کے مختلف خطوں میں ایام کو یاد رکھنے کے لیے اور اُن کا حوالہ دینے کے لیے مختلف کیلنڈرز رائج تھے، جو وہاں آباد لوگوں کی ضروریات اور تہذیب و تمدن اور مذہبی اعتقادات سے ہم آہنگ تھے۔ بے شمار کیلنڈرز اور ایام کو یاد رکھنے اور زمانے کو متعین کرنے کے لیے مختلف کیلنڈر مختلف تہذیبوں میں بنے، یہود کا کیلنڈر، ہنود کا کیلنڈر، چینی اور جاپانی کیلنڈر اُن چند کیلنڈرز میں سے ہیں جو ہجری اور عیسوی کیلنڈرز کے علاوہ آج بھی استعمال میں ہیں۔ ہماری دل چسپی کے تو بس قمری Lunar، شمسی Solar، ہجری، جولین/ گریگورین یا عیسوی کیلنڈرز ہیں مگر ہم اِن کے علاوہ قمری+ شمسی Lunisolar، قمری ربیعی، قمری خریفی کا بھی مطالعہ کریں گے۔

اِن کیلنڈرز میں دو بنیادی ہیں، پہلا شمسی اور دوسرا قمری۔ ہم اس معاملے عام لوگوں کی معلومات کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے کیلنڈرز کے ارتقا پر مختصر سی آسان گفتگو کریں گے جو مطالعہ سیرت و قرآنِ مجید کے دوران تاریخی حوالوں کو سمجھنے اور نتیجتاً مطالعہ سیرت و قرآن کے صحیح فہم کے حصول اور پھر اُس کو عملی زندگی میں برتنے میں معاون ہو گا۔

قمری کیلنڈر

سب سے آسان اور پہلے فطری کیلنڈر کا انسان نے مظاہرِ قدرت میں مشاہدہ کیا۔ رات اور دن کو آتے جاتے دیکھا، یہ اللہ کی تخلیق کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو انسانی عقل کو ایک خالق کو تسلیم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ سب سے پہلے انسان نے ایام کے ایک دورانیے کا سورج کے غروب ہونے سے، دوسرے سورج غروب ہونے تک، یا ایک سورج طلوع ہونے سے دوسرے سورج طلوع ہونے کا مشاہدہ کیا، یہ وقفہ یا زمانہ یا دورانیہ ایک دن یا ایک روز قرار پایا۔ مگر ایک روز کا آغاز کہاں سے ہو؟ ہر نئی صبح سے یا ہر نئی شام سے؟

کائنات میں آغازِ انسانیت ہی سے ایک دوسرا بہت واضح مظہرِ قدرت چاند کا نکلنا، گھٹنا بڑھنا، غروب ہو جانا اور پھر دوبارہ پیدا ہونا تھا۔ نئے چاند کے باریک سے طلوع ہونے اور پھر ماہِ کامل بننے اور اور دوبارہ چھوٹا ہوتے ہوتے غائب ہو جانے نے انسان کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ چناں چہ اُس نے جان لیا کہ ہر نئے چاند کے طلوع

ہونے سے ایک نیا دور شروع ہوتا ہے، اور کبھی اس دورانیے میں ۲۹ مرتبہ سورج غروب ہوتا ہے اور کبھی ۳۰ مرتبہ، یہ دورانیہ ایک مہینہ کہلایا، یعنی یہ ایک مہینہ کبھی ۲۹ دن کا اور کبھی ۳۰ دن کا خالق کی مرضی سے اُن ضوابط سے متعین ہوتا ہے جو اُس نے تخلیقِ کائنات کے وقت اِن سیّارگان کے لیے بنادیے تھے [۱۴۷]۔

انسان نے یہ بھی دیکھا کہ ۱۲ مہینوں کے ایک چکر میں سردی گرمی، بارش، خزاں اور بہار کے موسم آتے رہتے ہیں اور موسموں کا چکر چلتا رہتا ہے؛ اُس نے بارہ مہینوں پر مشتمل ایک چکر/دورانیے کو ایک سال قرار دیا اور مہینوں کے نام رکھ لیے، یہ ایک قمری سال تھا۔

انسان کو سالہا سال، بلکہ صدیوں پر محیط تجربات نے سکھایا کہ چاند کے طلوع ہونے پر شمار کرنے سے ایک مہینہ ہمیشہ ایک ہی موسم میں نہیں آتا۔ اُس نے اِن مشاہدوں میں یہ بھی جانا کہ ۱۲ مہینے پورے ہونے میں کبھی ۳۵۴ دن گزرتے ہیں اور کسی سال ۳۵۵ دن، یوں ایک سال کا تعین ۳۵۴ سے ۳۵۵ ایام ٹھہرا۔ انسان جس قدیم ترین کیلنڈر سے آگاہ ہوا وہ قمری ہی تھا، شمسی کیلنڈر تک پہنچتے پہنچتے اُسے مزید صدیوں انتظار کرنا پڑا، وجہ صاف ظاہر ہے کہ سورج ہمیشہ ایک صورت پر نکلتا ہے اور چاند باریک سے ماہِ کامل بننے تک اور ماہِ کامل سے غائب ہونے تک مہینے کی آمد، اُس کی عمر اور اختتام سب کچھ اپنی شکلوں سے انسان کو بتارہا ہوتا تھا؛ قدرتی طور پر پہلے اُسی کیلنڈر کو بننا تھا۔

شمسی کیلنڈر

انسان نے موسموں کا آنے جانے کا زیادہ تعلق گرمیوں میں کڑک دھوپ کے تکلیف دہ ہونے اور سردیوں میں گلابی دھوپ کے مزے دار ہو جانے سے جانا، پھر اس نے مشاہدہ کیا کہ گرمیوں میں سورج دیر تک دن میں

۱۴۷ وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ سُوْرَۃُ یٰسٓ۔ ترجمہ تفہیم القرآن سے: ان کے لیے ایک اور نشانی رات ہے، ہم نے اس کے اوپر سے دن ہٹا دیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور سورج، وہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے۔ ۳۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔ اور چاند، اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جاسکتی ہے۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

رہتا ہے یعنی دن کا روشن حصہ طویل ہوتا ہے اور سردیوں میں تاریک حصہ اس لیے طویل ہو جاتا ہے کہ دن میں سورج دیر سے نکلتا اور جلدی غروب ہوتا ہے؛ الغرض انسان نے موسموں کے بار بار تغیر کے چکر کے مشاہدے سے اپنے خالق کو پہچاننے کے ساتھ یہ بھی جانا کہ موسموں کا یہ چکر ۱۲ مہینوں کے ۳۵۴ یا ۳۵۵ دنوں میں نہیں بلکہ ۳۶۵ دنوں میں پورا ہوتا ہے یعنی کچھ قمری مہینوں کی طرح اگر ہر مہینہ ۳۰ دن کا بھی مقرر کریں تو ۳۶۰ دن بنتے ہیں، چناں چہ مختلف ضروریات کے تحت موسموں اور فصلوں کے تجربات سے انسان نے کچھ ۳۱ اور کچھ ۳۰ دن کے مہینے مقرر کیے، یوں شمسی کیلنڈر کی بنا پڑی [۱۴۸]۔ مہینوں کی پہچان کے لیے موسموں اور مقرر کرنے

---

۱۴۸ شمسی کیلنڈر اُن تمام معاملات کے لیے انتہائی مناسب ہے جس میں موسم کا لحاظ ضروی ہو مثلاً زرعی شعبے میں مختلف فصلوں کا بونا، طبی شعبے میں مختلف موسموں کے لحاظ سے موسمی امراض کے سدِّباب کا اہتمام کرنا، گارمنٹ انڈسٹری کے لیے موسم کے لحاظ سے دنیا کی مارکیٹوں کے لیے ٹھنڈے یا گرم کپڑے تیار کرنا، مختلف مذہبی، سیاسی جماعتوں اور کاروباری اداروں کے لیے اپنی سالانہ کانفرنسز کچھ خاص شمسی مہینوں میں کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اِن کاموں کے لیے شمسی یا گری گورین کیلنڈر کا استعمال ہرگز غیر اسلامی یا اسلامی حمیت کے خلاف نہیں بلکہ اِن کاموں کے لیے زبردستی قمری کیلنڈر کے استعمال پر زور دینا نادانی اور غیر اسلامی حرکت ہے کہ ہر حماقت پر اصرار اسلام سے متصادم ہے۔ سورج اور چاند دونوں ہی اللہ کے ہیں۔

عرب شمسی کیلنڈر کے اعتبار سے سرد اور گرم موسموں کے تجارتی اسفار کے عادی ہو گئے تھے اس کی قرآن مجید نے تعریف، اور اللہ کی اس عنایت پر اُن کو اللہ کا شکر ادا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ قمری کیلنڈر حج، روزوں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاریخوں کے لیے لازمی ہے۔ تعلیمی اور کاروباری کیلنڈر جہاں تک ممکن ہو اس اعتبار سے بنانا کہ رمضان، حج اور عیدین کے ایام میں فرصت میسر ہو بہت ہی مستحسن ہے اور قمری مہینوں کا لحاظ کیے بغیر زبردستی ان کاموں کو خاص شمسی مہینوں میں کرنا مثلاً اسکول، کالج اور یونی ورسٹیز کے امتحانات رمضان میں نامناسب ہیں، اسی طرح بازاروں کے اوقات ایسے ہوں کہ عبادات اور تراویح متاثر نہ ہوں] اسلامی ضروریات اور حمیت کے منافی ہے۔ اسی طرح اسلامی تاریخ کو لازماً قمری تاریخوں میں بیان کرنے سے موجودہ نسل تاریخ کو سمجھ ہی نہیں پاتی، اُس کا ادراک concept ذہنوں میں نہیں ہوتا کیوں کہ ۹۵ فی صد سے زیادہ نوجوان گری گورین کیلنڈر سے مانوس اور قمری کیلنڈر سے ناآشنا ہیں لہٰذا بہت مناسب ہے اسلامی تاریخ کو بیان کرتے وقت گری گورین تاریخ بھی جہاں تک ممکن ہو بتا دی جائے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ دنیا میں اسلام سرنگوں ہے غالب نہیں، خلافت کا نظام ختم ہو چکا ہے۔ اگر کبھی یہ دوبارہ قایم ہو جائے اور غالب دین بن جائے تو ہم اپنی ضروریات کے لیے شمسی ہجری کیلنڈر بنا سکتے ہیں۔ ہم کو عیسوی کیلنڈر سے

والوں کے اعتقادات اور تہواروں اور تجارتی سرگرمیوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، اُن کے نام رکھ لیے جو مختلف خطوں اور قوموں میں مختلف ہیں۔ یوں انسان نے اپنے رب کی نشانیوں سے فایدہ اُٹھا کر اللہ کی دی ہوئی عقل سے اپنے لیے سسٹم بنائے ـــــ اور اُس نے شمسی کیلنڈر کو پالیا، جس کے مطابق سال بہ سال وہ ایک متعین مہینے میں مختلف فصلیں بوتا اور کاٹتا، موسموں کے لحاظ سے لباس کا انتخاب اور تجارتی قافلوں کی روانگی اور بازاروں، میلوں کے ایام مقرر کیے۔ اللہ کے بنائے ہوئے اس نظام پر نہ کسی قوم کا اجارہ ہے نہ کسی مذہب کا، پھولوں، پودوں، فصلوں، جانوروں اور انسانوں، سب کے لیے اللہ کے مقرر کیے ہوئے اس کیلنڈر کی چار و ناچار پابندی لازمی ہے۔

جولین کیلنڈر

یورپ میں ایسٹر کی تاریخوں کے بارے میں اختلاف تھے اور ان کو حل کرنے کے لیے ہی جولین [Julian] کیلنڈر وجود میں آیا جو ہر چوتھے سال فروری کی کسی بھی ایک تاریخ کو دہرا کر [یا دو دن ایک ہی تاریخ جاری رکھ کے] سال میں ایک دن کا اضافہ کرتا ہے، یہ ایک طرح کی شمسی سال میں نسی ہے۔

گریگورین کیلنڈر

مذکورہ نسی بھی ایسٹر کو صحیح وقت اور موسم پر رکھنے میں ناکام ہوئی تو اس نسی میں مزید ترمیم کے ذریعے سولھویں صدی عیسوی [۱۵۸۳ء] ہیں ایک نیا کیلنڈر پیش کیا گیا، جس کے قاعدے قانون کے مطابق ۲۱ مارچ کے بعد پہلا اتوار جو چودھویں کے چاند کے بعد آئے، وہ ایسٹر ہوتا ہے، جب کچھ صدیاں گزرنے کے بعد ایسٹر اُن کے اپنے تخمینوں کے برخلاف آگے بڑھ گیا تو انھوں نے یہ طے کیا کہ ہر چار سے

کوئی کد نہیں ہے لیکن اسلام کا مزاج ہی نہیں کہ انبیاء کی پیدایش اور وفات کے دن منائے جائیں، اسی لیے خلیفہ دوم نے قمری کیلنڈر کے لیے ہجرت کو سنگِ میل مانا۔ اپنی دیگر ضروریات کے لیے ہم ایک شمسی کیلنڈر بنا سکتے ہیں جس کے لیے کاروانِ نبوت ﷺ کا کوئی اہم سنگ میل چنا جا سکتا ہے جیسے غزوہ بدر یا فتح مکہ۔ مگر یہ کام اسی وقت ممکن ہے جب دنیا میں اللہ کا دین قایم ہو اور اللہ کا کلمہ سر بلند ہو، تب ہی ساری دنیا جھک کر آپ کے کیلنڈر کو تسلیم کرے گی اور اپنے سارے معاملاتِ زندگی اسی کے مطابق چلائے گی؛ فی الوقت ہمیں گریگورین سے اُلجھنے کے بجائے اور اس بات کی مخالفت کے بجائے کہ ہم اپنی تاریخ گریگورین میں نہ بیان کریں کرنے کا کام یہ ہے کہ رسول عربی محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین کو غالب کرنے کے لیے اپنی جانیں لگا دیں۔

تقسیم ہونے والے سال میں فروری میں ۲۸ کے بعد ۲۹ فروری آئے گی، اسی طور صدی میں ایک مرتبہ جب سن ۱۰۰ اپر پورا ہو رہا ہو [جیسے سنون ۱۷۰۰ء، ۱۹۰۰ء یا ۲۱۰۰ء] تو فروری لیپ کا یعنی ۲۹ دن کا نہیں بلکہ ۲۸ ہی دن کا ہوگا اگرچہ کہ وہ چار سے تقسیم ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ ہر وہ سن جو ۴۰۰ سے پورا تقسیم ہوتا ہو [جیسے گزرا ہوا سن ۲۰۰۰ء یا اب آنے والا ۲۴۰۰ء] باوجود ۱۰۰ سے تقسیم ہونے کے لیپ کا یعنی ۲۹ کا مہینا ہوگا۔ یہ کیلنڈر اپنے بنانے والے پاپائے گریگوری کے نام سے گریگورین [Grigorian] کیلنڈر کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس وقت سوائے دو تین ممالک کے ساری دنیا میں سرکاری طور پر استعمال ہوتا ہے۔ سولہویں صدی سے قبل یہ جولین کے نام سے جانا جاتا تھا۔ دنیا کے تمام ممالک نے اسے فوراً قبول نہیں کیا، اس کو عالم گیر قبولیت حاصل ہونے میں کم و بیش دو صدیاں لگیں، انگلینڈ میں یہ جب رائج ہوا تو ۳ ستمبر ۱۷۵۲ جولین تھی اُس کو گیارہ دن بڑھا کر ۱۴ ستمبر ۱۷۵۲ء گریگورین کر دیا گیا۔ یہاں ایک بات اور اہم ہے کہ اس کے بننے کے بعد اس کو موثر بہ ماضی کر دیا، اور ساری پرانی تاریخوں کو نئے سرے سے ترتیب دے دیا اور ہم اب جانتے ہیں کہ ہزار برس قبل جولین تاریخ کے متبادل کون سی گریگورین تاریخ ہے۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے وِکی انسائیکلوپیڈیا اور جناب علی محمد خان صاحب کی کتاب 'تقویم عہدِ نبوی' میں کتاب کا مقدمہ تحریر کردہ جناب پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد]

ہجری کیلنڈر

قمری کیلنڈرز ابتداً تمام ہی تہذیبوں نے اختیار کیا جیسے یہود نے اور عیسائیوں نے ایسٹر کو بھی چاند سے متعلق کیا اور اِس تعلق کے نتیجے ہی میں بہت ساری باتیں دریافت ہوئیں۔ جس طرح یہود نے قمری کیلنڈر کو کچھ حوالے عطا کیے اور اُسے یہودی کیلنڈر بنا لیا، اُسی طرح عیسائیوں نے اسے رفعِ عیسیٰ سے منسلک کر کے شمسی کو عیسوی نام رکھ لیا جیسے ہم نے قمری کیلنڈر کو ہجرت کا حوالہ دے کر ہجری بنا لیا ہے۔ ہجری کیلنڈر بنیادی طور پر وہی قمری Lunar کیلنڈر ہے جو حجاز میں نبی کریم ﷺ کی آمد سے ۲۰۰ سال قبل سے رائج تھا، سوائے اس کے کہ اُس میں قریش نے یہود سے سیکھ کر، نسی کو شامل کر لیا تھا، جس کے ذریعے وہ اس کو solar-Luni قمری+شمسی کیلنڈر میں تبدیل کر دیتے تھے، یوں تو قمری تقویم کے مطابق ایک سال تقریباً ۳۵۴ء۵ دنوں کا ہی رہتا مگر ہر تیسرے سال ایک ماہ کے اضافے کی وجہ سے وہ اوسطاً ۳۶۵ دن کا ہو جاتا۔ یہ بات یہاں ضرور نوٹ کی جائے کہ یہ تبدیلی یا اضافہ اہلِ مکہ نے کیا تھا، حجاز کے دوسرے مقامات پر [جیسے مدینہ میں] نسی کے بغیر اصلی

قمری کیلنڈر رائج تھا۔ قبل از اسلام رائج جاہلی کیلنڈر میں نبی کریم ﷺ نے مہینوں اور دنوں کے ناموں میں کوئی تبدیلی نہیں کی نام وہی کے وہی، محرم سے ذوالحجہ تک اور یوم الجمعہ سے یوم السبت رہے۔ جاہلی کیلنڈر میں اور ہجری کیلنڈر میں دو بنیادی فرق ہیں:

اوّلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر نبی ﷺ نے نسی کو ممنوع قرار دے دیا[۱۴۹]، اور اللہ تعالیٰ کا صاف حکم سنا دیا کہ سال میں مہینے صرف ۱۲ ہیں۔

ثانیاً اس کیلنڈر کے آغاز کو ایک حوالہ دیا گیا اور وہ تھا ہجرت کا سال، اسلام کے آگے بڑھنے کا سال۔

> **استدراک:** اسلامی حکومت کے سربراہِ سوئم[۱۵۰] نے۔ جاہلی کیلنڈر میں یہ دوسری بنیادی تبدیلی اپنی بصیرت کی بنیاد پر کی، امیر المومنین کے سامنے آپ ﷺ کی پیدائش یا وفات سے سال کو منسلک کرنے کا راستا موجود تھا مگر آپ نے کاروانِ نبوت کے سنگِ میل کو اہمیت دی تاکہ دین اسلام ہمیشہ اپنی تحریکیت اور اپنے نظریے سے پہچانا جائے نہ کہ شخصیتوں[۱۵۱] سے اور

---

۱۴۹ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۷﴾ توبہ ترجمہ: نَسی تو کُفر میں ایک مزید کافرانہ حرکت ہے جس سے یہ کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ کسی سال ایک مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال اُس کو حرام کر دیتے ہیں، تاکہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد پوری بھی کر دیں اور اللہ کا حرام کیا ہوا حلال بھی کر لیں۔ ان کے بُرے اعمال ان کے لیے خوش نما بنا دیے گئے ہیں اور اللہ منکرینِ حق کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

۱۵۰ کہ اول سربراہ رسول اللہ، محمد ﷺ ، دوم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ؛ تاہم اختتامِ رسالت کے بعد، نبی ﷺ کے پہلے جانشین، جو خلیفۃ الرسول اللہ کہلائے، جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جنھیں پہلے خلیفہ بھی کہتے ہیں؛ اُن کے جانشین خلیفۃ خلیفۃ الرسول اللہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ہیں جو امیر المومنین کہلائے۔ یہ اسلامی حکومت کے تیسرے سربراہ بھی ہیں اور بہ اعتبارِ خلافت خلیفہ دوم بھی کہلاتے ہیں۔

۱۵۱ لاریب کہ نبی ﷺ کی ہستی وہ ہستی ہے کہ جن کے ذریعے دینِ اسلام اللہ نے ہم تک بھیجا اور اسلام میں داخلے کی شرطِ اول ہی آپؐ کی رسالت کی تصدیق ہے۔ نبی ﷺ سے اپنی جان اور اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت ایمان کی صداقت کی کسوٹی اور نجات کے لیے لازمی ہے۔ امت کا ہر فرد آپؐ کی شفاعت کی امید رکھتا ہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح نصرانیوں نے اپنے آپ کو مسلم سے عیسائی[152] بنالیا کہیں مسلمان
بھی مسلم کے بجائے محمدی یا محمڈن نہ کہلانے لگیں اور اُن کا کیلنڈر عیسائیوں کی مانند عیسوی کی
طرح محمدی نہ کہلائے۔ اللہ نہ کردہ اگر ایسا ہو جاتا تو آج ہماری کفر اور اسلام کی کشمکش کے بجائے
محض شخصیتوں کی جنگ ہوتی۔ اس بات کو یوں سمجھیے کہ مرزائیوں یا قادیانیوں اور مسلمانوں
کے درمیان، اسلام کے بنیادی نظریے 'ختمِ نبوت' میں اختلاف ہے نہ کہ شخصیتوں کا اختلاف!

جس طرح قمری کیلنڈر پر اسلام کا کوئی اجارہ نہیں ہم سے بہت پہلے اسے یہود استعمال کرتے آئے ہیں اسی طرح شمسی کیلنڈر پر عیسائیوں کا کوئی اجارہ نہیں ہے۔ اسلام سے ۲۰۰ سال پہلے سے اہلِ مکہ قمری برسوں میں نسی کر کے اُس کو شمسی سے ہم آہنگ کر کے ایک نیا کیلنڈر بنائے ہوئے تھے جو دونوں کا ملغوبہ تھا اور 'قمری+شمسی' کیلنڈر کہلاتا تھا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مکہ اور حجاز میں رائج متعدد کیلنڈرز کے بارے میں کچھ اور وہ ضروری تفصیلات بھی ذکر کی جائیں، جن سے سیرت النبی ﷺ کو سمجھنے اور آپ کی زندگی کے اہم واقعات کی تاریخوں کے معاملے میں، راویان اور مورخین کے اختلافات کی نوعیت کے ساتھ، وجہ بھی سمجھ میں آجائے۔

حرام مہینے: پہلی اور اہم بات یہ کہ حجاز میں رائج کیلنڈر میں چار مہینے محترم یا حرام مہینے گنے جاتے تھے کہ وہ بہت ہی محترم اور عزت والے تھے کہ اِن مہینوں میں جانی دشمن کو بھی ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا تھا، خون خرابہ اور

---

152 وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۲۲:۷۸﴾ سُوْرَةُ الْحَجّ

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، رکوع اور سجدہ کرو، اپنے ربّ کی بندگی کرو، اور نیک کام کرو، شاید کہ تم کو فلاح نصیب ہو۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تمھیں اپنے کام کے لیے چُن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملّت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمھارا نام "مسلم" رکھا تھا اور اس [قرآن] میں بھی [تمھارا یہی نام ہے]۔ تاکہ رسولؐ تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمھارا مولیٰ، بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار۔

جنگ اِن مہینوں میں حرام تھی۔ اِن چار میں سے تین لگاتار ایک کے بعد ایک تھے، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ اِن میں پہلا ذوالقعدہ کا مطالبہ تھا کہ اِس مہینے میں قعدہ کرو جنگ کے لیے کھڑے نہ رہو، امن کے ساتھ بیٹھ جاؤ، باز آجاؤ، حج پر جانے کی تیاری کرو، یہ حج کی تیاری کا مہینہ تھا، اس کے بعد تو اصلی محترم مہینہ حج والا تھا، ذوالحجہ۔ حاجیوں کو حج کے بعد مکے سے واپس بھی جانا تھا اس کے لیے ایک ماہ مزید امن وامان اور لڑائی بھڑائی سے عافیت درکار تھی سو وہ محرم تھا، جس کے احترام میں خون خرابہ اور جنگ جائز نہ تھی۔ حج صرف ایک عبادت یا رسم نہ تھی، زمین کے ایک بڑے خطے کی پوری معیشت اس سے منسلک تھی۔ اس طرح یہ مہینے اپنے ناموں کے ساتھ ایک مذہب وتہذیب ومعیشت کا اظہار اور نشان لیے ہوئے تھے۔

اِن تین مہینوں کے علاوہ ایک رجب کا مہینہ بھی حرام مہینہ، امن وامان والا تھا، جو عمرے کے لیے خاص تھا اور ساتھ ہی امن وامان کی وجہ سے تجارت کے مواقع بھی مہیا کرتا تھا۔ مسلمانوں نے جب خلیفہ دوم کے زمانے میں اپنے ہجری کیلنڈر کی بنا رکھی تو مہینوں کے ناموں کو نہیں چھیڑا اور نہ ہی مہینوں کی ترتیب کو۔ نبی کریم ﷺ ذوالحجہ کے مہینے میں حج کے مناسک سکھا گئے تھے اور رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کردیے تھے، نبی ﷺ نے عیدین کے ایام بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر مقرر کردیے۔

دورِ نبوت میں مکی اور مدنی کیلنڈرز میں فرق

دوسری اہم بات جیسا کہ پہلے بھی بتائی گئی، وہ یہ تھی کہ اہلِ مکہ نے قمری Lunar کیلنڈر کو قمری اور شمسی کا ایک مرکب کیلنڈر یعنی، قمری + شمسی یا قمریائی شمسی Luni-Solar بنادیا تھا۔ اس کیلنڈر میں نیا مہینہ شروع تو نئے چاند سے ہوتا تھا، اور ۱۲ مہینے کے ایک سال میں ۳۵۴/۳۵۵ دن ہوتے تھے اس لیے یہ قمری تھا، یہ ایک فطری معاملہ تھا جس پر اللہ نے کائنات کی تخلیق فرمائی تھی[۱۵۳]، مگر ہر تیسرے سال نسی کے ذریعے کبیسہ نام کے ایک مہینے کا اضافہ کر کے سال کو ۱۳ مہینے کا بنادیا جاتا، یوں تین برسوں کے اوسط ایام وہی ۳۶۵ ہوجاتے تھے

---

۱۵۳ یہ ایک ماہ کا سال میں اضافہ ناپسندیدہ قرار پایا، سن ۹ ہجری میں سوہ توبہ میں اللہ کے حکم سے اس پر پابندی لگادی گئی: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ مہینوں کی تعداد جب سے اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے اللہ کے نوشتے میں بارہ ہی ہے، اور ان میں سے چار مہینے حرام ہیں۔ یہی ٹھیک ضابطہ ہے۔

جتنے ایک شمسی سال کے ہوتے ہیں، اس طرح کوئی بھی قمری مہینہ ۳۳ سال مختلف شمسی [مختلف موسموں کے] مہینوں میں گردش نہیں کرتا تھا[151]، بلکہ ایک ہی سال کے اندر آگے پیچھے ہوتا رہتا تھا، یوں اس میں شمسی کیلنڈر کا رنگ بھی نمایاں تھا۔ یہ بات آپ کو پہلے بتائی جاچکی ہے کہ اہلِ مدینہ نسی نہیں کرتے تھے یوں مکے اور مدینے میں دو مختلف کیلنڈرز رائج تھے۔ دو مختلف قریبی شہروں میں دو مختلف کیلنڈرز کوئی مشکل پیدا نہیں کرتے تھے کہ اکثر لوگ تاریخوں سے ناآشنا رہتے ہوئے بغیر کسی پریشانی کے زندگی کے دن گزار لیتے تھے۔

مدینے اور مکے کے مختلف کیلنڈرز کی بنا پر، ایک سوال جو اذہان میں ہو سکتا ہے اُس کو رفع کرنے کی خاطر عرض ہے کہ مدینے والوں کو مکے اور مدینے میں ذوالحج کے سال کے مختلف اوقات میں آنے سے کوئی الجھن اس لیے نہیں ہوتی تھی کہ حج کی تاریخوں کا تعین وہ اپنی [یعنی مدینے کے کیلنڈر والی] ۹ ذوالحجہ سے نہیں بلکہ قبیلہ کنانہ کے کیلنڈرز پر اختیار رکھنے والے قبیلے کے ناسی کے اعلان سے کرتے تھے کہ آیندہ سال حج کب آئے گا۔ میرا گمان یہی ہے کہ حج کے اختتام پر آیندہ حج کی تاریخوں کے اعلان کے موقع پر ہی مختلف شہروں اور قبیلوں کے ذمہ داران کنانہ کے بااختیار authorized ناسی سے رہ نُمائی حاصل کر لیتے ہوں گے۔

مکے میں نسی کی نوعیت پر تفہیم القرآن میں جو تصریح آئی ہے وہ اس قابل ہے کہ قارئین اُس کا ضرور مطالعہ کریں، اس تصریح سے نہ صرف نسی کی وضاحت ہو جاتی ہے، ساتھ ہی بعض مغالطوں کا ازالہ بھی۔ ہم ذیل میں استفادے کے لیے اسے نقل کر رہے ہیں:

۱. عرب میں نَسی دو طرح کی تھی۔ اس کی ایک صورت تو یہ تھی کہ جنگ وجدل اور غارت گری اور خون کے انتقام لینے کی خاطر کسی حرام مہینے کو حلال قرار دے لیتے تھے اور اس کے بدلے میں کسی حلال مہینے کو حرام کر کے حرام مہینوں کی تعداد پوری کر دیتے تھے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ قمری سال کو شمسی سال کے مطابق کرنے کے لیے اُس میں کبیسہ کا ایک مہینہ بڑھا دیتے تھے، تاکہ حج ہمیشہ ایک ہی موسم میں آتا رہے اور وہ اُن زحمتوں سے بچ جائیں جو قمری حساب کے مطابق مختلف موسموں میں حج کے گردش کرتے رہنے سے پیش آتی ہیں۔ اس طرح ۳۳ سال تک حج اپنے اصلی وقت کے خلاف دوسری تاریخوں میں ہوتا رہتا تھا اور صرف چونتیسویں سال ایک مرتبہ اصل ذی الحجہ کی ۹ — ۱۰ تاریخ کو ادا ہوتا تھا۔ یہی وہ بات ہے جو حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے اپنے خطبے میں فرمائی تھی کہ ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السمٰوٰت والارض۔ یعنی اِس سال حج کا

۱۵۴ جیسا کہ آج کل رمضان اور حج کبھی دسمبر کی سردی میں تو کبھی جون کی گرمی میں آتے ہیں۔

وقت گردش کرتا ہوا ٹھیک اپنی اس تاریخ پر آ گیا ہے جو قدرتی حساب سے اس کی اصل تاریخ ہے۔

۲. اس آیت میں نَسی کو حرام اور ممنوع قرار دے کر جہلائے عرب کی ان دونوں اغراض کو باطل کر دیا گیا ہے۔ پہلی غرض تو ظاہر ہے کہ صریح طور پر ایک گناہ تھی۔ اُس کے تو معنی ہی یہ تھے کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال بھی کر لیا جائے اور پھر حیلہ بازی کر کے پابندی قانون کی ظاہری شکل بھی بنا کر رکھ دی جائے۔ رہی دوسری غرض تو سر سری نگاہ میں وہ معصوم اور مبنی بر مصلحت نظر آتی ہے، لیکن در حقیقت وہ بھی اللہ کے قانون سے بد ترین بغاوت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عائد کردہ فرائض کے لیے شمسی حساب کے بجائے قمری حساب جن اہم مصالح کی بنا پر اختیار کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے بندے زمانے کی تمام گردشوں میں، ہر قسم کے حالات اور کیفیات میں اُس کے احکام کی اطاعت کے خوگر ہوں۔ مثلاً رمضان ہے، تو وہ کبھی گرمی میں اور کبھی برسات میں اور کبھی سردیوں میں آتا ہے، اور اہلِ ایمان اِن سب بدلتے ہوئے حالات میں روزے رکھ کر فرمانبرداری کا ثبوت بھی دیتے ہیں اور بہترین اخلاقی تربیت بھی پاتے ہیں۔ اسی طرح حج بھی قمری حساب سے مختلف موسموں میں آتا ہے اور ان سب طرح کے اچھے اور بُرے حالات میں اللہ کی رضا کے لیے سفر کر کے بندے اپنے رب کی آزمایش میں پورے بھی اُترتے ہیں اور بندگی میں پختگی بھی حاصل کرتے ہیں۔ اب اگر کوئی گروہ اپنے سفر اور اپنی تجارت اور اپنے میلوں ٹھیلوں کی سہولت کی خاطر حج کو کسی خوشگوار موسم میں ہمیشہ کے لیے قائم کر دے، تو یہ ایسا ہی ہے جیسے مسلمان کوئی کانفرنس کر کے طے کر لیں کہ آیندہ سے رمضان کا مہینہ دسمبر یا جنوری کے مطابق کر دیا جائے گا۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ بندوں نے اپنے اللہ سے بغاوت کی اور خود مختار بن بیٹھے۔ اسی چیز کا نام کفر ہے۔ علاوہ بریں ایک عالم گیر دین جو سب انسانوں کے لیے ہے، آخر کس شمسی مہینے کو روزے اور حج کے لیے مقرر کرے؟ جو مہینہ بھی مقرر کیا جائے گا وہ زمین کے تمام باشندوں کے لیے یکساں سہولت کا موسم نہیں ہو سکتا۔ کہیں وہ گرمی کا زمانہ ہو گا اور کہیں سردی کا۔ کہیں وہ بارشوں کا موسم ہو گا اور کہیں خشکی کا۔ کہیں فصلیں کاٹنے کا زمانہ ہو گا اور کہیں بونے کا۔

۳. یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ نسی کی منسوخی کا یہ اعلان سن ۹ ھجری کے حج کے موقع پر کیا گیا۔ اور اگلے سال سن ۱۰ ھجری کا حج ٹھیک اُن تاریخوں میں ہُوا جو قمری حساب کے مطابق تھیں۔ اس کے بعد سے آج تک حج اپنی صحیح تاریخوں میں ہو رہا ہے۔ {تفہیم القرآن، سورہ توبہ حاشیہ ۳۷}

پہلے اور تیسرے پیرے میں خط کشیدہ جملوں کا مطالعہ دوبارہ غور سے کریں۔" ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السمٰوٰت والارض۔ یعنی اِس سال حج کا وقت گردش کرتا ہوا ٹھیک

اپنی اس تاریخ پر آگیا ہے جو قدرتی حساب سے اس کی اصل تاریخ ہے۔" اور " سن ۱۰ ھجری کا حج ٹھیک اُن تاریخوں میں ہُوا جو قمری حساب کے مطابق تھیں "الحمدُللہ، سید مودودیؒ کی نبی ﷺ کے قولِ مبارک کی یہ تصریح بالکل وہی ہے، جو خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے سامعین کی سمجھ میں آئی تھی اور پھر سارے شارحینِ حدیث اور سارے ہی مفسرین قرآن، سلف سے خلف تک خطبہ حجۃ الوداع کی تشریح کرتے ہوئے اور سورہ توبہ کی آیات ۳۴ تا ۳۷ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ کے یہی معانی اخذ کرتے ہیں، ڈیڑھ ہزار سال کے دوران نسل در نسل تواتر سے اِن الفاظ کا یہی مفہوم مفسرین اور علمائے کرام بتاتے آرہے ہیں [۱۵۵] کہ جب نبی ﷺ نے حج فرمایا تو نسی کی زیادتیوں سے گھوم پھر کر ۹ ذی الحج کی تاریخ بالکل اپنی صحیح جگہ دوبارہ آگئی تھی، اور نبی ﷺ نے قمری حساب کے مطابق ٹھیک ۹ ذوالحجہ کو ہی حج ادا کیا نہ کہ نسی کے گھپلوں کی وجہ سے کسی اور مہینے میں [۱۵۶]۔

۱۵۵ دیکھیے: تفسیر ابن کثیر جلد دوم [مطبوعہ کارخانہ تجارت، کراچی] صفحہ ۳۵۴-۳۵۵۔ تدبر قرآن جلد سوم [مطبوعہ فاران فاؤنڈیشن ۱۹۸۸] صفحہ ۵۷۲۔ معارف القرآن جلد ۴ [مطبوعہ ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۹۹۰] صفحہ ۳۷۱-۳۷۲۔ تفسیر حقانی جلد دوم [مطبوعہ الفیصل، لاہور] صفحہ ۲۰۵۔ تفہیم القرآن جلد دوم [مطبوعہ، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۹۱ء] صفحہ ۱۹۳۔ ضیاءُ القرآن جلد اول [چودھری غلام رسول اینڈ سنز، لاہور] صفحہ ۳۴۲ الف۔

۱۵۶ ہم ایک حالیہ تقویمی تحقیق کے تین نمونے پیش کر رہے ہیں جن کا مقصود یہ ثابت کرنا ہے کہ نبی ﷺ نے مکہ میں رائج تقویم کے مطابق ذوالحجہ میں نہیں بلکہ جمادی الاخریٰ میں [جو قمری تقویم کے ذوالحجہ کے ساتھ تھا] فرمایا، کیوں کہ آپ کے فرمان: 'ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السمٰوٰت والارض' کا یہ مقصود جو گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال دورِ نبوت سے تا ایں دم ہمارے تمام مفسرین بیان فرما رہے ہیں کہ 'ذوالحجہ پھر پھرا کر دوبارہ اپنی صحیح جگہ پر آگیا ہے'؛ 'نہایت کم زور، بلکہ صریحاً غلط' ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ موسم بہار، [نہ کہ حج کا مہینہ] پھر پھرا کر اپنے صحیح مقام یعنی محرم میں آگیا ہے۔ اپنی اس رائے پر یہ دلیل بھی ہے کہ دیگر مذاہب بھی تخلیق کائنات کا آغاز موسم بہار [اعتدالِ ربیعی، فروَردین کے ماہِ موسم بہار] میں ہونا بیان کرتے ہیں۔

۱. "رسولِ اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں اس امر کی توثیق فرمادی ہے کہ فی الواقع کائنات کی تخلیق اعتدالِ ربیعی یعنی مارچ میں ہوئی تھی اور پہلا مہینہ محرم موسم بہار میں آیا تھا، طویل گردشِ زمانہ کے بعد اب محرم سن گیارہ ہجری کا مہینہ موسم بہار میں آرہا تھا، کیوں کی قمری مہینا کوئی ۳۳ برسوں کے دور میں تمام موسموں سے گزر جاتا ہے، یہ دور از سرِ نو آرہا تھا، اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمانہ پھر پھرا کر اپنی اصلی ہیئت پر آگیا ہے، یہ خیال ہر گز درست نہیں کہ قمری ذی الحجہ اور قمریہ شمسی ذی الحجہ اس

تقویم کے بارے میں کافی گفتگو کے بعد یہ سوال باقی رہتا ہے کہ سیرت النبی ﷺ کی زندگی کے واقعات کی صحیح سے قریب تر تاریخیں کس طرح معلوم ہوں اور موجودہ نسل تک اُن کا ادراک کس طرح بہم پہنچایا جائے۔ دورِ خلافت میں جو ہجری تقویم متعین کردی گئی اُس کو ہی بنیاد بنا کر ساری گفتگو کی جاسکتی ہے اور ظاہر ہے ہجرت سے قبل کیلنڈر کو موثر بہ ماضی کرکے کم سے کم آپ کی پیدائش تک جانا ہوگا اور اِن برسوں میں کوئی نسی کا لحاظ نہیں ہوگا۔ راویان نے واقعات کی جو تاریخیں بتائی ہیں ظاہر ہے وہ اُس وقت مکہ میں رائج قمری+شمسی کیلنڈر کے مطابق ہوں گی یا کچھ دوسرے کیلنڈرز جیسے عام الفیل کے حوالے سے یا قمری ربیعی[157] یا قمری خریفی[158] کے اعتبار سے ہوں گی اُن کو احتیاط سے ہجری کیلنڈر کی مساوی equivalent تاریخوں پر لانا ہو

سال اکٹھے ہوگئے تھے، بلکہ اس سال قمری ذی الحجہ، قمریہ شمسی کے جمادی الاخریٰ کے مقابل تھا"[پروفیسر ظفر احمد، ششماہی السیرۃ عالمی شمارہ ۲ صفحہ ۲۴۰]

۲. "یہاں رسول اللہ ﷺ کے خطبے کے الفاظ 'ان الزمان قد استدار علی ھیئتہ.........' سے استدلال نہایت کم زور بلکہ صریحاً غلط ہے۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ بے شک زمانہ گھوم پھر کر اپنی اُس دن کی حالت پر آگیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، آپ نے یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ نسی کی تقویم والا ذی الحجہ اور قمری تقویم کا ذی الحجہ دونوں اکٹھے ہوگئے ہیں۔ یہ غلط استدلال لوگوں نے اپنے طور پر کرلیا۔"[پروفیسر ظفر احمد، ششماہی السیرۃ عالمی شمارہ ۳۲ صفحہ ۳۰۴]

۳. "یہاں یہ امر باعثِ دل چسپی ہے کہ یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس کا یہ خیال تھا کہ کائنات کی تخلیق اعتدالِ ربیعی کے دنوں میں ہوئی تھی۔ ابوریحان البیرونی نے لکھا ہے کہ ایرانیوں کے خیال میں نوعِ انسانی کے پہلے فرد کی تخلیق فروَردِین کے مہینے میں موسمِ بہار میں ہوئی تھی، لکھا ہے کہ یہودیوں میں کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آفتاب کی تخلیق برج حمل کے پہلے درجے میں ہوئی تھی، آفتاب برج حمل میں اعتدالِ ربیعی میں ہوا کرتا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ہندؤں کے ہاں 'کل جگ' دور کی کل مدت چار لاکھ بتیس ہزار سال ہے اور اس دور کے وقت تمام سیارگان برجِ حمل میں تھے"[پروفیسر ظفر احمد، ششماہی السیرۃ عالمی شمارہ ۲ صفحہ ۲۴]

۱۵۷ یہ مکے میں رائج کیلنڈرز میں سے ایک تھا جس کے مطابق ہر سال مارچ میں پہلا چاند محرم کا تصور ہوتا تھا۔ یوں سال دس، گیارہ دن کے فرق سے ہمیشہ شمسی سال کے ساتھ چلتا رہتا تھا۔

۱۵۸ یہ مکے کا ایک اور کیلنڈر تھا جس کے مطابق ہر سال ستمبر میں پہلا چاند محرم کا تصور ہوتا تھا۔ قبائلی نظام ہونے کے باعث اس طرح کے مختلف نظام چل رہے تھے [عام الفیل، بنو کنانہ کی قمری+شمسی تقویم، قمری ربیعی اور قمری خریفی] ہر قبیلہ اپنی ضرورتوں کے لحاظ سے اور کبھی اپنی انفرادیت رکھنے کے لیے زندگی کے کسی بھی شعبے

گا۔ بعداز ہجرت کی تاریخوں کا کوئی مسئلہ نہیں کہ وہ خالص قمری تھیں لیکن روایات میں بعض واقعات کی تاریخیں اہلِ مکہ نے مکی کیلنڈر کے مطابق بیان کردی ہیں جن میں نسی کی وجہ سے وہ اصل مقام سے ہٹی ہوئی ہیں۔

سیرت النبی ﷺ یا حیاتِ مبارکہ کی تواریخ کے مختلف بیانیے

سیرت کی تاریخ بیان کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اسے آپؐ کی پیدائش سے یا نبوت کے حوالے سے واقعات کو بیان کیا جائے، جن کا فوکس صرف آپؐ کی ذات گرامی ہوتی ہے وہ پیدائش کے سال کو پہلا سال مان کر واقعات بیان کرتے ہیں یہ کیلنڈر میلادی کہا جاتا ہے۔ اس میں بیان کی صورت یہ ہوتی ہے کہ سات سال کی عمر میں یہ، اور دس سال کی عمر میں یہ، اور پچیس سال کی عمر میں یہ یہ اہم واقعات ہوئے اور بیان کا یہ طریقہ اگر حیاتِ مبارکہ کے آخری سانس تک اسی طور نہ جائے تو کم از کم آپؐ کے منصب نبوت پر فائز ہونے تک ضرور جاتا ہے، اس طور میں دوستیاں، دل چسپیاں، مشغلے، شادی، بچوں کی پیدائش، تجارت اور قبائلی و معاشرتی معاملات بیان کرنا آسان اور مناسب relevant ہوتا ہے۔

جن مصنفین کا فوکس آپ کی رسول اللہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی شخصیت یا آپؐ کی دعوت اور اُس جدوجہد کے مراحل ہوتے ہیں وہ اپنے کیلنڈر کو نبوت کے پہلے سال سے شروع کرتے ہیں اور پہلے تیرہ سال باآسانی اس نبوی سن کے اعتبار سے بیان کیے جاتے ہیں اور یہی زیادہ مناسب ہے، میلادی کیلنڈر میں ہم یوں کہیں گے: آپ کی شادی ۲۵ سال کی عمر میں ہوئی، سیّدنا ابو بکرؓ جب ایمان لائے اُس وقت نبی ﷺ کی عمر چالیس سال تھی اور جب سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلبؓ ایمان لائے تو آپؐ کی عمر کے پینتالیس سال پورے ہو رہے تھے اور تریپن سال کی عمر میں آپؐ نے مدینے ہجرت کی اور تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ اِسی بات کو سَن نبوی میں اس طرح بیان کیا جائے گا: پندرہ سال قبل نبوت آپؐ کی شادی ہوئی، نبوت کے پہلے ہی سال سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے، سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نبوت کے پانچویں سال کے اختتام پر مشرف بہ ایمان ہوئے اور نبوت کے تیرھویں سال آپؐ نے مدینے ہجرت فرمائی اور نبوت کے تیئیسویں سال آپؐ نے

میں کوئی بھی ضابطہ بنا لیتا تھا۔ مرکزی حکومت نہ ہونے کے سبب یہ ساری بوقلمونی تھی، جو فتح مکہ کے بعد تمام ہی شعبوں سے ختم ہو گئی، نسی کے خاتمے کے اعلان سے پورے حجاز میں ایک ہی قمری کیلنڈر نافذ ہو گیا، جسے اگرچہ اپنے آغاز کے لیے کوئی حوالہ نہیں ملتا تھا مگر وہ بھی چند برسوں بعد دورِ امیر المومنین دوم، عمر بن الخطابؓ میں ہجرت کے سال سے پہلے سال کے طور پر مل گیا۔

خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ نوٹ کیجیے کہ یہ تمام سنون [سال] قمری ہیں نہ کہ قمری+شمسی جن میں کبیسہ کا مہینہ ہوتا تھا اور بعض سال ۱۳ ماہ کے ہوتے تھے یہ اس لیے کہ نسی کے اختتام اور ممنوع ہونے کے اعلان کے بعد تمام فرماں بردار سمجھ دار مومنین و صادقین لوگوں نے نسی کے بیان سے اُسی طرح پرہیز کیا جس طرح شراب کی حرمت کے اعلان کے بعد شراب سے۔ ایسا نہیں تھا کہ بنو کنانہ کے اعلانِ حج سے لوگوں کو یہ یاد ہی نہ رہتا ہو کہ کون سا مہینہ ہے۔ اس ساری احتیاط کے باوجود متعدد روایات میں مختلف کیلنڈرز کی تاریخیں بیان ہو گئی ہیں تاہم میری نظر سے ایسی کوئی روایت نہیں گزری کہ کبیسہ کے مہینے میں یا کبیسہ کی فلاں تاریخ میں دورِ نبوت میں کوئی واقعہ بیان ہوا ہو۔

جولین/ گریگورین کیلنڈر میں حوالے سے پہلے BD اور بعد میں AD دونوں سنون چلتے ہیں اور لوگ مانوس ہو گئے ہیں اور بات فوراً سمجھ میں آتی ہے، سن ہجری میں بھی 'قبل' والا معاملہ چلتا ہے مگر کہیں مناسب محسوس ہوتا ہے اور کہیں نہیں۔ سَن میلادی اور سَن نبوی میں تاریخ کے بیان کے نمونے آپ نے اوپر ملاحظہ فرمائے اب ذرا اِسی بیان کو سن ہجری میں دیکھیے۔ سَن ۲۸ قبل ہجری آپؐ کی شادی ہوئی، سَن ۱۳ قبل ہجری سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے، سیّدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سن ۸ قبل ہجری مشرف بہ ایمان ہوئے اور پہلے سَن ہجری آپؐ نے مدینے ہجرت فرمائی اور ۱۰ ہجری میں آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا۔

اب اسی بیان کو آپ جہاں جیسی مناسبت ہو ویسے ملاحظہ فرمائیے اور ساتھ ہی گریگورین سَن بھی قوسین میں دیکھ لیں: پچیس سال کی عمر میں [۵۹۶ء] آپؐ کی شادی ہوئی، نبوت کے پہلے ہی سال [۶۱۱ء] سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے، سیّدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سن پانچ نبوی [۶۱۶ء] میں مشرف بہ ایمان ہوئے اور نبوت کے تیرہویں سال [۶۲۲ء] آپؐ نے مدینے ہجرت فرمائی اور ۱۰ ہجری [۶۳۲ء] میں آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا۔

آپ نے تاریخ کے ایک بیانیے کو چار مختلف کیلنڈرز [میلادی، نبوی، ہجری اور اِن تینوں کو جولین حوالوں] کے ساتھ مطالعہ فرمایا، آپ کا دل گواہی دے گا کہ آج کے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو سیرت النبی ﷺ کی تاریخ سمجھانے کے لیے یہ چوتھا طریقہ سب سے مناسب ہے وگرنہ بات سمجھائی نہ جا سکے گی اور کتاب اور قاری کے درمیان communication gap پردہ حائل رہے گا۔ اب آپ یہ بات بھی سمجھ رہے ہوں گے کہ ہم نے کاروانِ نبوت میں نبوت سے پہلے میلادی اور بعدہٗ نبوی کیلنڈر استعمال کیوں کیا ہے اور جا بجا جولین/ گریگورین حوالے کیوں دیے ہیں!

اب فوری ضرورت اس بات کی ہے کہ نبوت کے ۲۳ برسوں کی دونوں رائج معیاری تقویموں [ہجری اور گریگورین ڈ کیلنڈرز] میں مساوی تاریخوں dates کے جدول مہیا کیے جائیں تاکہ بوقتِ ضرورت اِن کو دیکھا refer جا سکے۔ جدول: ۶۳-۴ میں نبی ﷺ کی مبارک جدوجہد کے ۲۳ برسوں کے آغاز اور اختتام کی جولین تاریخیں دی جا رہی ہیں۔ ہجری کیلنڈر میں سال یکم محرم کو شروع ہو کر ۲۹/۳۰ ذوالحجہ کو ختم ہوتا۔ جدول: ۶۳-۵ میں دورِ نبوت ﷺ کے دوران وارد ہونے والے جولین برسوں کے آغاز اور اختتام کی ہجری تاریخیں دی جا رہی ہیں۔ ہر گریگوری سال یکم جنوری کو شروع ہو کر ۳۱ دسمبر کو ختم ہوتا ہے۔

نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا دورانیہ

آپ کی تاریخ پیدائش میں اختلافات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے جو بات زیادہ قابلِ قبول نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی پیدائش عام الفیل کے ۵۵ دن بعد ہوئی، عام الفیل خود بڑا مختلف فیہ ہے۔ معروف محققین اس کو ۵۷۱ میں تسلیم کرتے ہیں، چناں چہ مصری پاشا، قاضی سلیمان سلمان پوریؒ، شبلی نعمانیؒ، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ وغیرہم آپؐ کی پیدائش کے سن کے لیے ۵۷۱ ہونے پر متفق ہیں۔ ہم نے صفحہ ۲۲۷ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے دورانیہ کی تخمین پیش کی ہے۔

☆☆☆☆☆

جدول:۶۳-۴: نبوت کے ۲۳ برسوں کی متداول جولین تواریخ

ذیل میں نبی ﷺ کی مبارک جدوجہد کے ۲۳ برسوں کے آغاز اور اختتام کی جولین تاریخیں دی جارہی ہیں۔
ہجری کیلنڈر میں سال یکم محرم کو شروع ہو کر ۳۰/۲۹ ذوالحجہ کو ختم ہوتا۔

سالِ نبوت	جولین کیلنڈر میں آغاز [یکم محرم]	جولین کیلنڈر میں اختتام [۳۰/۲۹ ذوالحجہ]
پہلا	December 4, 609	November 22, 610
دوسرا	November 23, 610	November 11, 611
تیسرا	November 12, 611	October 31, 612
چوتھا	November 01, 612	October 20, 613
پانچواں	October 21, 613	October 10, 614
چھٹا	October 11, 614	September 29, 615
ساتواں	September 10, 615	September 18, 616
آٹھواں	September 19, 616	September 07, 617
نواں	September 08, 617	August 27, 618
دسواں	August 28, 618	August 16, 619
گیارہواں	August 17, 619	August 5, 620
بارہواں	August 06, 620	July 25, 621
تیرہواں	July 26, 621	July 15, 622
چودھواں	July 16, 622 یہ سالِ ہجرت ہے	July 04, 623
پندرہواں	July 05, 623	June 22, 624
سولہواں	June 23, 624	June 12, 625
سترہواں	June 13, 625	June 01, 626
اٹھارواں	June 02, 626	May 21, 627
انیسواں	May 22, 627	May 10, 628
بیسواں	May 11, 628	April 30, 629
اکیسواں	April 31, 629	April 19, 630
بائیسواں	April 20, 630	April 09, 631
تیئیواں	April 10, 631	March 27, 632

جدول: ۶۳-۵: دورِ نبوت کے جولین برسوں کی قمری ہجری تواریخ

ذیل میں دورِ نبوت ﷺ کے دوران وارد ہونے والے جولین برسوں کے آغاز اور اختتام کی قمری ہجری تاریخیں دی جا رہی ہیں۔ جولین کیلنڈر میں سال یکم جنوری کو شروع ہو کر ۳۱ دسمبر کو ختم ہوتا ہے۔

گری گوری	سال کا آغاز [یکم جنوری کو قمری تاریخ]	نبوی سال	سال کا اختتام [۳۱ دسمبر کو قمری تاریخ]
610ء	۲۹ محرم ۱۳ قبل ہجری	پہلا	۹ صفر ۱۲ قبل ہجری
611ء	۱۰ صفر ۱۲ قبل ہجری	دوسرا	۲۰ صفر ۱۱ قبل ہجری
612ء	۲۱ صفر ۱۱ قبل ہجری	تیسرا	۲ ربیع الاوّل ۱۰ قبل ہجری
613ء	۳ ربیع الاوّل ۱۰ قبل ہجری	چوتھا	۱۳ ربیع الاوّل ۹ قبل ہجری
614ء	۱۴ ربیع الاوّل ۹ قبل ہجری	پانچواں	۲۳ ربیع الاوّل ۸ قبل ہجری
615ء	۲۴ ربیع الاوّل ۸ قبل ہجری	چھٹا	۴ ربیع الثانی ۷ قبل ہجری
616ء	۵ ربیع الثانی ۷ قبل ہجری	ساتواں	۱۵ ربیع الثانی ۶ قبل ہجری
617ء	۱۶ ربیع الثانی ۶ قبل ہجری	آٹھواں	۲۶ ربیع الثانی ۵ قبل ہجری
618ء	۲۷ ربیع الثانی ۵ قبل ہجری	نواں	۷ جمادی الاوّل ۴ قبل ہجری
619ء	۸ جمادی الاوّل ۴ قبل ہجری	دسواں	۱۸ جمادی الاوّل ۳ قبل ہجری
620ء	۱۹ جمادی الاوّل ۳ قبل ہجری	گیارہواں	۳۰ جمادی الاوّل ۲ قبل ہجری
621ء	یکم جمادی الثانی ۲ قبل ہجری	بارہواں	۱۱ جمادی الثانی ۱ قبل ہجری
622ء	۱۲ جمادی الثانی ۱ قبل ہجری	تیرہواں	۲۲ جمادی الثانی ۱ ہجری
623ء	۲۳ جمادی الثانی ۱ ہجری	چودھواں	۳ رجب ۲ ہجری
624ء	۴ رجب ۲ ہجری	پندرہواں	۱۴ رجب ۳ ہجری
625ء	۱۵ رجب ۳ ہجری	سولہواں	۲۵ رجب ۴ ہجری
626ء	۲۶ رجب ۴ ہجری	سترہواں	۶ شعبان ۵ ہجری
627ء	۷ شعبان ۵ ہجری	اٹھارواں	۱۶ شعبان ۶ ہجری
628ء	۱۷ شعبان ۶ ہجری	انیسواں	۲۸ شعبان ۷ ہجری
629ء	۲۹ شعبان ۷ ہجری	بیسواں	۱۰ رمضان ۸ ہجری
630ء	۱۱ رمضان ۸ ہجری	اکیسواں	۲۰ رمضان ۹ ہجری
631ء	۲۱ رمضان ۹ ہجری	بائیسواں	یکم شوال ۱۰ ہجری
632ء	۲ شوال ۱۰ ہجری	تیئیسواں	۱۳ شوال ۱۱ ہجری

جدول: ۶۳-۶ دورِ نبوت کی اہم قمری اور جولین تاریخیں

سیرت کی مستند کتب میں درج تواریخ/ تقویم	اس کتاب میں مجوزہ نوتدوین کیلنڈر میں تقویم
پیدائش بروز پیر ۹ ربیع الاوّل ۲۰ اپریل ۵۷۱ء	بروز پیر ۹ ربیع الاوّل ۲۰ اپریل ۵۷۱ء
بعثت بروز پیر ۸ یا ۹ ربیع الاوّل ۱۲ فروری ۶۱۰ء	۸ ربیع الاوّل ۹ فروری ۶۱۰ء
آغاز نزولِ قرآن ۲۰/ ۲۱ رمضان ۱۶ اگست ۶۱۰ء	۲۰/ ۲۱ رمضان ۱۶ اگست ۶۱۰ء
معراج ہجرت سے سولہ مہینے قبل بارھویں برس رمضان میں	۲۷ رمضان ۱۲ نبوی، بروز پیر ۲۷ اپریل ۶۲۱ء
ہجرتِ مدینہ: ۲۷ صفر ۱۲/ ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء گھر سے نکلنا	۲۷ صفر ۱۴ نبوی جمعرات، ۹ ستمبر ۶۲۲ء
ہجرت: غار سے مدینے کو، یکم ربیع الاول چاندرات	یکم ربیع الاول چاندرات پیر، ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء
ہجرت: قبا میں آمد ۸ ربیع الاّل ۲۳ ستمبر ۶۲۲	۸ ربیع الاّل پیر ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء
بدر ۱۷ رمضان ۲ ھجری ۶۲۳ء	۱۷ رمضان دوسری ہجری، جمعہ ۲۵ مارچ ۶۲۳ء
روانگی برائے حجۃ الوداع، ۲۵ ذی الحج ۲۳ نبوی	۲۵ ذی القعدہ ۲۳ نبوی، ۲۲ فروری ہفتہ ۶۳۲ء
سورج گرہن اور آپ کے بیٹے ابراہیمؓ کی وفات	۲۷/ ۲۸ شوال ۶۳۲ ہجری/ ۲۷ جنوری ۶۳۲ء
ذی طویٰ میں قیام، ۴ ذی الحج ۲۳ نبوی	۴ ذی الحج ۱۰ ھجری، یکم مارچ اتوار ۶۳۲ء
حجۃ الوداع، ۹ ذی الحج، جمعہ ۲۳ نبوی	۹ ذی الحج، جمعہ ۱۰ ھجری، جمعہ ۶ مارچ ۶۳۲ء
آغازِ مرض بروز پیر ۲۹ صفر	۲۹ صفر ۱۰ ھجری، ۲۵ مئی پیر ۶۳۲ء
وفات بروز پیر ۱۲ ربیع الاوّل ۶۳۲ء	۱۳ ربیع الاول ۱۰ ھجری، ۸ جون پیر ۶۳۲ء

اسی طرح بعمر تریسٹھ قمری برس اور چند مزید ایام پر پیر کے روز ربیع الاول میں، ۸ جون ۶۳۲ء کو وفات پر

اتفاق ہے، پیر آپؐ کی پیدائش کا دن ہے اور بروز پیر ہی آپ کی وفات ہوئی۔ اسی طرح ربیع الاول میں پیدائش اور ربیع الاول ہی میں وفات پر اتفاق ہے۔ آیئے نبی ﷺ کی تاریخ پیدائش سے وفات تک عمرِ مبارک کے کل ایّام کی تخمین کرتے ہیں۔ علامہ شبلیؒ اور سید سلیمانؒ کے مطابق پیدائش ۹ ربیع الاوّل، ۲۰ اپریل ۵۷۱ء اور وفات ۱۲ ربیع الاوّل، ۸ جون ۶۳۲ء، ہمارا کیلنڈر بھی اس کی توثیق کرتا ہے [جدول ۶۳-۷ اور جدول ۶۳-۱۰]، یہ تخمین آپ اگلے صفحے پر دیکھیے۔

دورِ نبوت کی تقویم پر اس باب کے مطالعے سے ایک ایسی جولین تقویم کے جدول کی ضرورت کا احساس پیدا ہوتا ہے جو آسان اور عام فہم ہو اور جس میں ہم آپ ﷺ کے پورے دورِ حیات کی دونوں معیاری تاریخیں دیکھ سکیں اور پھر اس میں تمام واقعاتِ سیرت کو تلاش کریں۔ اس کیلنڈر کی تصدیق conformity اس طرح ہو سکے گی کہ بیش تر متفقہ اور مشہور تواریخ خصوصاً پیدائش، بعثت، ہجرت، بدر، سورج گرہن، حجۃ الوداع، وفات وغیرہ، وغیرہ بہت صحیح مقام پر آتی ہوں۔ اس نوع کی کچھ تاریخیں جو کافی صحت کے ساتھ لٹریچر میں رپورٹ ہوئی ہیں ہم نے منتخب کی ہیں اور جدول: ۶۳-۶ میں دی ہیں، اِن کے مقابل ہم نے اپنے کیلنڈر سے دن اور مطابقت رکھنے والی شمسی تاریخ کا موازنہ کر کے اپنے کیلنڈر کو چیک validate کیا ہے۔ الحمدُللہ یہ کیلنڈر بہت زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ ہم اس پر تمام غزوات اور اہم واقعات کو معلوم map کر سکتے ہیں

ایک قابلِ اعتبار کیلنڈر کی قمری تاریخوں میں ± 2 سے اور دن میں ± 1 سے زیادہ کا فرق نہیں ہونا چاہیے [مثلاً ۲۳ تاریخ کو ۲۱ سے ۲۵ کے درمیان قابلِ قبول غلطی سمجھا جائے گا، اسی طرح جمعہ کی تخمین جمعرات یا ہفتے پر آ رہی ہوں تو قبول ہوں گی]، کیوں کہ چاند کے مختلف علاقوں میں نظر آنے اور رپورٹ ہونے میں خاص طور پر زمانہ قدیم کی تاریخوں میں قابلِ قبول اختلاف acceptable variance کی بڑی گنجایش ہوتی ہے۔ کاروانِ نبوت کے لیے نبی ﷺ کے دورِ حیات کے جولین برسوں کی ایک ایسی ہی مطلوبہ معیار پر پوری اُترتی ہوئی تقویم تیار کی ہے۔ کاروانِ نبوت کی اس جلد میں ہم اس تقویم کی صحت کو واضح کرنے کے لیے آپ ﷺ کی زندگی کے چار اہم جولین برسوں کے صفحات شامل کر رہے ہیں، سالِ پیدائش ۵۷۱ء، سالِ بعثت ۶۱۰ء، سالِ ہجرت ۶۲۲ء اور سالِ وفات ۶۳۲ء؛ اگلے صفحات پر دیکھیے جدول ۶۳-۷ تا ۶۳-۱۰۔

- آیئے آپ ﷺ کی ۲۰ اپریل ۵۷۱ء سے ۸ جون ۶۳۲ء تک دنوں میں عمر کا حساب لگائیں۔

- پیدائش کے سال ۵۷۱ء میں سے شروع میں ۱۹ اپریل تک کے دن نکال دیں تو اس سال ۲۵۶ دن باقی بچتے ہیں [تقریباً ساڑھے آٹھ مہینے]

- آخری سال یعنی ۶۳۲ء کے دنوں میں سے ۹ جون سے اختتامِ سال تک [تقریباً سوا پانچ مہینے] کے تمام دن نکال دیں تو ۱۶۰ دن باقی بچتے ہیں [یاد رہے کہ ۶۳۲ میں فروری ۲۹ دن کا تھا۔]

- حیاتِ مبارکہ کے ان دو شمسی برسوں کو نکالنے کے بعد ۵۷۲ء سے ۶۳۱ء کے دوران ۱۵ سال لیپ کے آئے: ۵۷۲, ۵۷۶, ۵۸۰, ۵۸۴, ۵۸۸, ۵۹۲, ۵۹۶, ۶۰۰, ۶۰۴, ۶۰۸, ۶۱۲, ۶۱۶, ۶۲۰, ۶۲۴, ۶۲۸۔
اِن برسوں کے کل ایام ہوئے: ۱۵x ۳۶۶ = ۵۴۹۰ دن.

- باقی ۴۵ سال ۳۶۵ دن والے تھے: ۵۷۳, ۵۷۴, ۵۷۵, ۵۷۷, ۵۷۸, ۵۷۹, ۵۸۱, ۵۸۲, ۵۸۳, ۵۸۵, ۵۸۶, ۵۸۷, ۵۸۹, ۵۹۰, ۵۹۲, ۵۹۳, ۵۹۴, ۵۹۵, ۵۹۷, ۵۹۸, ۵۹۹, ۶۰۱, ۶۰۲, ۶۰۳, ۶۰۵, ۶۰۶, ۶۰۷, ۶۰۹, ۶۱۰, ۶۱۱, ۶۱۳, ۶۱۴, ۶۱۵, ۶۱۷, ۶۱۸, ۶۱۹, ۶۲۱, ۶۲۲, ۶۲۳, ۶۲۵, ۶۲۶, ۶۲۷, ۶۲۹, ۶۳۰, ۶۳۱, ۶۳۲؛ اُن کے ایام کی تعداد ہوئی: ۴۵ x ۳۶۵=۱۶۴۲۵ دن.

- اس طرح آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہوئی ۱۶۴۲۵+۵۴۹۰+۱۶۰+۲۵۶=۲۲۳۳۱ یعنی بائیس ہزار تین سو اکتیس دن.

- ایک قمری سال میں اوسطاً ۳۵۴ء۳۶۷ دن ہوتے ہیں۔ حیاتِ مبارکہ کے ۲۲۳۳۱ دنوں کو ۳۵۴ء۳۶۷ سے تقسیم کریں تو حاصل آئے گا: ۶۳ء۰۱۶ برس، یہ ہے آپ ﷺ کی عمرِ مبارک قمری اسکیل پر [۶۳ء۰۱۶=۶۳ سال، ۵ دن ۲۱ گھنٹے تقریباً].

- ایک شمسی سال میں اوسطاً ۳۶۵ء۲۵ دن ہوتے ہیں۔ حیاتِ مبارکہ کے ۲۲۳۳۱ دنوں کو ۳۶۵ء۲۵ سے تقسیم کریں تو حاصل آئے گا: ۶۱ء۱۳۸۹ برس، یہ ہے آپ ﷺ کی عمرِ مبارک شمسی اسکیل پر [۶۱ء۱۳۸۹= ۶۱ سال، ۵۰ دن ۱۸ گھنٹے تقریباً].